© rasailojaraid.com

تقلید

تحریر: اکرام اللہ صدیق متعلم جامعہ علوم اثریہ جہلم

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں سب سے عظیم نعمت تکمیل دین ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام دينا﴾

ترجمہ: "آج کے دن میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند فرمایا ہے"۔ (المائدہ: ۳)

حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت کامل و اکمل دین ہے۔ (ابن کثیر: ۲/ ۱۹)

تاریخ گواہ ہے جب تک امت مسلمہ نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو مضبوطی سے تھامے رکھا وہ صراط مستقیم پر قائم رہی اور جب ان کے دلوں میں دین اسلام کی محبت محو ہو گئی اور اس کی جگہ تقلید نے لے لی تو اس وقت امت کئی فرقوں میں بٹ گئی۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: "إنهم اطمئنوا بالتقليد و دب التقليد فى صدورهم دبيب النمل وهم لا يشعرون"۔ ترجمہ: آہستہ آہستہ لوگ تقلید پر مطمئن ہو گئے اور تقلید ان کے سینوں میں اس طرح داخل ہو گئی جس طرح چیونٹی کی چال ہوتی ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ: ۱/ ۱۵۳)

یہ بات بالکل عیاں ہے کہ مروجہ تقلید سراسر گمراہی، جہالت اور فتنۂ انکار حدیث کی جڑ ہے۔

تقلید کی لغوی تعریف: یہ قلادہ سے ماخوذ ہے جس سے انسان کسی کو کھینچتا ہے۔

تقلید کی تعریف علماء کی اصطلاح میں: "التقليد هو قبول قول بلا حجة"۔ ترجمہ: کسی امتی کے قول کو بلا دلیل ماننا تقلید کہلاتا ہے۔ (اعلام الموقعین: ۲/ ۱۷۸) (المستصفی للامام غزالی: ۲/ ۳۸۷) (مسلم الثبوت: ۲/ ۴۰۰) (التقریر والتحبیر: ۳/ ۳۴۰) (العدۃ: ۴/ ۱۲۱۶) (غنایۃ الاصول: ۶/ ۲۱۶)

جبکہ تقلید کی قرآن و سنت میں کوئی حقیقت نہیں اور یہ اطاعت نبویؐ کے بالکل منافی ہے۔

ا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يأيها الذين آمنوا اطيعوا الله ورسوله ولا تولوا عنه وأنتم تسمعون﴾ (الانفال: ۲۰) ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا کہنا مانو اور رسول اللہ ﷺ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مالی اخراجات کے سلسلہ میں ایک دلچسپ اور نصیحت آموز واقعہ ملاحظہ فرمائیں :

امیہ بن ابی الصلت نے اپنے بیٹے پر ناراضگی کا اظہار کیا جبکہ اس کے بیٹے نے والد کے بڑھاپے پر مالی اخراجات میں بخل سے کام لیا تھا تو امیہ نے ناراضگی کا اظہار ان الفاظ میں کیا تھا

غدوتك مولوداً وعلتك يامغا — تعدبما اجنى عليها وتمهل

میں نے تیرے بچپنے میں تیری خورد ونوش کا اہتمام کیا۔ جب تو جوان ہوا تو میں نے تیری کفالت کی، آج تو میری لغزش پر چراغ پا ہوتا ہے اور غضب ناک ہوتا ہے۔

اذا ليلة نابتك بالشجو لم ابت — لشكواك الا ساحراً أتملل

جب کوئی رات دلی غم کے ساتھ تجھ پر کوئی آفت لے کر آتی تو تیری تکلیف پر میں بیدار رہ کر بستر پر کروٹیں بدلتا رہتا تھا۔

كأني أنا لمطروق دونك بالذي — طرقت به دوني فعيني تمهل

گویا کہ جو مار تجھ پر پڑی ہے وہ تجھ پر نہیں بلکہ مجھ پر پڑی اس لئے میری آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔

تخاف الردى نفسي عليك وإنني — لأعلم أن الموت حتم مؤجل

میری جان تجھ پر ہلاکتوں سے ڈرتی ہے اور میں جانتا ہوں کہ موت یقینی ہے اور آنے والی ہے۔

فلما بلغت ألسن والغاية التي — إليها مدى ماكنت فيك أؤمّل

پھر جب تو اس عمر کو پہنچا اور ان کی حدوں تک تیری رسائی ہوئی جس کی میں امید رکھتا تھا۔

جعلت جزائي غلظة وفظاظة — كأنك انت المنعم المتفضل

تو نے اس کا بدلہ درشتی اور سختی سے دیا گویا کہ تو ہی میرا محسن اور مجھ پر فضیلت رکھنے والا ہے!

فليتك إذا لم ترع حق أبوّتي — فعلت كما الجار للمجاور يفعل

کاش! جب تو نے میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں کیا، تو کم از کم اتنا ہی کیا ہوتا جتنا پڑوسی کا رہنے والا کرتا ہے۔

(تطہیر المجتمعات لشیخ احمد بن حجر آل بوطامیؒ قطر: اردو ترجمہ معاشرہ کی مہلک بیماریاں مکتبہ قدوسیہ لاہور)

امام قرطبیؒ نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ جب امیہ کے بیٹے نے نبی ﷺ کے پاس باپ کے زبردستی مال چھیننے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے بلا کر لاؤ، جب امیہ حاضر خدمت ہوا اور یہ اشعار سنے تو اسکے بیٹے کا گریبان پکڑا اور فرمایا: (أنت ومالك لأبيك) جا تو بھی اور تیرا مال بھی تیرے باپ کا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۶۔ اسی طرح کا ایک واقعہ زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف میں بھی ارقام فرمایا ہے:

ایک نوجوان نے دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر اپنے باپ کی شکایت کی کہ میرا باپ میرا مال زبردستی چھین لیتا ہے۔ آپ ﷺ نے اسکو بلایا وہ کمزور ناتواں بوڑھا لکڑی کے سہارے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا واقعہ ہے؟ اس بوڑھے نے کہا کہ یارسول اللہ! یہ میرا بیٹا ہے، ایک زمانہ (بچپن) میں یہ کمزور اور ناتواں تھا اور میں قوی اور طاقتور تھا، یہ فقیر تھا اور میں غنی تھا، اس وقت میں نے اسکی ہر خواہش پوری کی، اے اللہ کے رسول! آج میں ضعیف، کمزور اور ناتواں ہوں اور یہ قوی، تندرست اور توانا ہے، صاحبِ مال اور غنی ہے اور میں محتاج فقیر ہوں۔ یہ اپنا مال مجھ سے بچاتا ہے اور انتہائی بخل سے کام لیتا ہے۔ اس بوڑھے کی باتیں سن کر رحمتِ کائنات کی آنکھوں سے آنسو گرنا شروع ہو گئے، آپ ﷺ اشکبار آنکھوں سے یوں گویا ہوئے کہ "اگر یہ باتیں پتھر بھی سن لے تو اسکو بھی رونا آجائے۔ اس کے بعد بیٹے سے کہا: (أنت ومالك لأبيك) ترجمہ: "تو بھی اور تیرا مال بھی تیرے باپ کا ہے"۔ یعنی: باپ پر مال خرچ کر اور بخل سے کام نہ لے۔

۷۔ لگے ہاتھوں والدین کی بے ادبی اور گستاخی کا بھی ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

ایک شخص نے دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر اپنی والدہ کی بدمزاجی کی شکایت کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تجھے نو ماہ اپنے پیٹ میں لئے پھرتی رہی اس وقت بدمزاج نہ تھی؟ اس نے پھر یہی کہا: تو آپ نے فرمایا کہ جب اس نے تیری دیکھ بھال میں دن کا چین وسکون اور تجھے دودھ پلانے میں رات کا آرام اور نیند تجھ پر قربان کر دی اس وقت بدمزاج نہ تھی؟ تو اس نے کہا کہ میں اس کا بدلہ اتار چکا ہوں کیونکہ میں نے اپنی والدہ کو کندھوں پر اٹھا کر حج کرا چکا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو ماں کی اس تکلیف کا بدلہ بھی دے سکتا ہے جو اس نے تیری ولادت کے موقع پر برداشت کی تھی۔ ﴿حملته أمه وهناً على وهن﴾ ﴿حملته أمه كرهاً ووضعته كرهاً﴾

گویا کہ اولاد اپنے والدین کی جتنی چاہے خدمت کر لے، اولاد بدلہ نہیں اتار سکتی۔ یہ خوش نصیبی اور سعادتمندی ہے کہ اولاد اپنے والدین کی خدمت گزاری اور اطاعت گزاری میں ہمہ تن مصروف رہے اور اپنے مال کو والدین پر خرچ کر کے جہاد فی سبیل اللہ کا درجہ حاصل کرے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک کمزور جسم انسان کا مجلسِ نبویؐ کے قریب سے گزر ہوا تو حاضرین نے کہا کاش کہ یہ جسم اللہ کی راہ میں دبلا پتلا ہوتا یہ سن کر امام کائنات ﷺ نے فرمایا: (لعله يكد على أبوين شيخين كبيرين فهو في سبيل الله لعله يكد على صبية صغار فهو في سبيل الله لعله يكدعلى نفسه يغنيها عن الناس فهو في سبيل الله) (أخرجه البيهقي، درمنثور: ۱۷۲/۴) ترجمہ: شاید وہ اپنے کمزور بوڑھے والدین پر محنت کرتا ہو، یعنی ان کی خدمت اور ان کی روزی کمانے کی وجہ سے دبلا ہو گیا ہو، تو وہ بھی فی سبیل اللہ ہے، شاید وہ چھوٹے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بچوں پر محنت کرتا ہو، ان کیلئے روزی مہیا کرنے میں دبلا ہو گیا ہو، تو وہ بھی فی سبیل اللہ ہے، شاید وہ اپنے نفس پر محنت کرتا ہو، یعنی اپنی جان کیلئے روزی کماتا ہو تا کہ لوگوں سے بے نیاز ہو جائے، تو وہ بھی فی سبیل اللہ ہے۔

۸۔ **کافر ماں باپ سے حسنِ سلوک** : ﴿وصاحبهما في الدنيا معروفاً﴾ سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ ماں باپ اگرچہ کافر بھی ہوں تب بھی ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے میں کوئی ممانعت نہیں جیسے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے واقعہ سے ظاہر ہے، حضرت اسماءؓ کا بیان ہے : (قدمت علی أمي وهي مشركة في عهد قريش فقلت: يارسول الله! إن أمي قدمت علي وهي راغبة أفأصلها قال نعم صليها) (متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ : ۲ / ۴۱۹، صحیح بخاری مترجم : ۳ / ۴۰۰) ترجمہ : "جس زمانہ میں نبی کریم ﷺ کا قریش سے معاہدہ ہو رہا تھا، اس وقت میری کافر والدہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ میرے پاس آئی، میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ میری والدہ معاونت کیلئے میرے پاس آئی ہے، کیا میں ان کی اعانت کر دوں ؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان کی اعانت کر دو، اس واقعہ کے ساتھ ہی نبی کریمؐ کے اس فرمان پر بھی غور فرمائیں حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں : (عفوا عن نساء الناس تعف نساء كم وبروا آباء كم تبركم أبناء كم) (حاکم وصححہ) ترجمہ : "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم دوسروں کی عورتوں سے پرہیز کر کے پاکدامنی اختیار کرو ایسا کرنے سے تمہاری عورتیں پاکدامن رہیں گی، اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ حسنِ سلوک کریں گے۔

۹۔ **سعادتمند اولاد** : یہ سعادتمند اولاد کی خوش نصیبی ہے کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، ان کی عزت و عظمت، اطاعت گزاری، فرمانبرداری اور ادب و احترام کر کے انتہائی تذلل اور عاجزی سے دعا کرتے ہیں : ﴿رب أوزعني أن أشكر نعمتك التي أنعمت علي وعلى والدي﴾ ترجمہ : "اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے ان احسانات کا شکر بجا لاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں"۔

کیونکہ کئی نعمتیں ایسی ہوتی ہیں جو والدین سے منتقل ہو کر اولاد کو مل جاتی ہیں اس لئے وہ اپنے اوپر کی گئی نعمتوں کی شکر گزاری کے ساتھ ان نعمتوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے جو اس کے والدین پر اللہ کریم نے انعام کیں اور ساتھ ہی اپنی اولاد کیلئے یوں گویا ہوتا ہے : ﴿وأصلح لي في ذريتي﴾ ترجمہ : "اور میرے لئے میری اولاد میں صلاحیت پیدا کر"۔ ﴿وأن أعمل صالحاً ترضاه﴾ اور ساتھ ہی اپنے لئے نیک اعمال کی توفیق بھی مانگتا ہے تو اللہ کریم فرماتے ہیں : ﴿أولئك الذين نتقبل عنهم أحسن ماعملوا ونتجاوز عن سيأتهم في أصحاب الجنة وعد الصدق الذی كانوا يوعدون﴾ (الاحقاف : ۱۶) ترجمہ : "یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے نیک اعمال ہم قبول کریں گے اور ان کے گناہوں سے درگزر کریں گے اور ان کا شمار اہلِ جنت میں ہو گا، یہ سلوک اس سچے وعدے کی بنا پر ہو گا جو ان سے کیا گیا تھا"۔ (کشف الرحمٰن : ۲ / ۸۰۴) (جاری ہے)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عاصمانی بجلی

تحریر: جناب محمد عطاء اللہ صدیقی

عام طور پر کسی بڑے آدمی کی تصاویر، مضامین، بیانات، انٹرویو اور اقوال کو ان کے چاہنے والے جمع کرتے رہتے ہیں۔ اس کے برعکس جس شخصیت کو ناپسند کیا جاتا ہے، اس کا ریکارڈ کم ہی رکھا جاتا ہے۔ مگر راقم الحروف کا معاملہ ذرا مختلف ہے۔ اسے ایک یہودی لابی کی ایجنٹ، پاکستان مخالف اور اسلام دشمن شخصیت سے سخت نفرت ہے مگر گزشتہ پانچ برسوں سے وہ اس شخصیت کی ایک ایک بات کا ریکارڈ رکھنے کا ناخوشگوار فریضہ انجام دے رہا ہے۔ انگریزی اور اردو صحافت میں شاید ہی کسی اخبار یا میگزین میں اس کا کوئی مضمون، بیان یا انٹرویو شائع ہوا ہو جو راقم کی نگاہ میں نہ آیا ہو۔ اصولی طور پر تو کسی شخصیت سے نفرت کی بجائے اسکے نظریات سے نفرت کرنی چاہیے لیکن میں اپنی "ممدوح" شخصیت کے بارے میں بوجوہ اس اصول کی پیروی کے متعلق تامل کا شکار ہوں۔ اسلامی شعائر کی کھلم کھلا تضحیک کرنے والوں، نظریہ پاکستان کی دھجیاں بکھیرنے والوں اور محسن انسانیت ﷺ کی توہین کے مرتکب افراد کے خلاف نفرت اور وحشت کا اظہار نہ کرنا، ممکن ہے بعض افراد کے نزدیک روشن خیالی اور رواداری کے تقاضوں کے عین مطابق ہو، مگر راقم الحروف اسے بے حمیتی، بے غیرتی اور وطن دشمنی خیال کرتا ہے۔ بہر حال مذکورہ شخصیت سے مراد انسانی حقوق کی خودساختہ علمبردار عاصمہ جہانگیر ہے، جو صنفی اعتبار سے تو یقیناً عورت ہے مگر اس کی جدوجہد کا محور و مرکز پاکستانی عورتوں میں نسوانیت ختم کر کے ان میں "مردانگی" کا رنگ پیدا کرنا ہے۔ جس طرح پاکستان میں سمگلروں، لٹیروں، جاگیرداروں، چوراچکوں، دھوکے بازوں اور فراڈیوں کی اچھی خاصی تعداد کو "محترم و معزز" سمجھا جاتا ہے، اسی طرح اب تک بدقسمتی سے پاکستان میں ایک طبقہ عاصمہ جہانگیر کو انسانی حقوق کا چیمپئن سمجھنے میں غلط فہمی کا شکار ہے۔

انسانیت اور تکریم آدم کی روح کا معمولی ادراک رکھنے والا ایک فرد خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کو محسن انسانیت اور ان کے حقوق کو ام الحقوق کا درجہ دیتا ہے۔ مگر یہ بدبخت عورت جناب رسالت مآب ﷺ کی ناموس کے تحفظ کے لیے بنائے گئے قانون 295-C کو برملا "فتنہ" کہتی ہے۔ افسوس اس ملک میں اس فتنہ پرداز عورت کی زبان کو زنجیر ڈالنے والا کوئی نہیں ہے !!!

۲۵ مارچ ۱۹۹۷ء کے "ٹائمز" (لندن) میں عاصمہ جہانگیر کا انٹرویو شائع ہوا تھا جس میں اس نے کہا تھا کہ "جب پاکستانی عدالت کا کوئی جج گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی کو اس کے والدین کے پاس واپس بھیجتا ہے تو مجھے محسوس

© rasailojaraid.com